

HABIBIA ISLAMICUS

(The International Journal of Arabic & Islamic Research) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu) ISSN:2664-4916 (P) 2664-4924 (E)
Home Page: <http://habibiaislamicus.com>

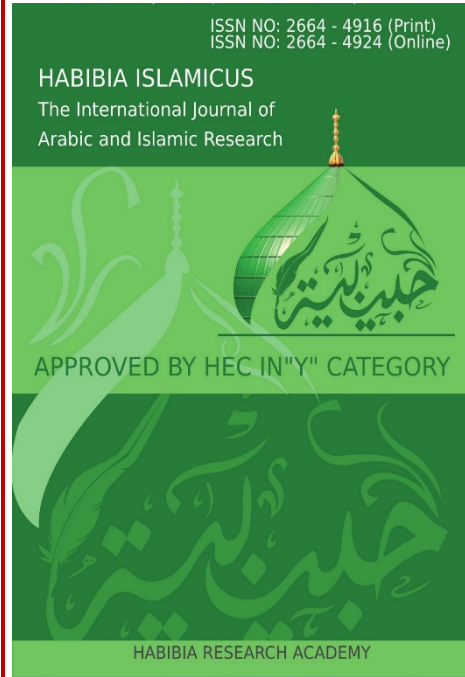
Approved by HEC in Y Category

Indexed with: IRI (AIOU), Australian Islamic Library, ARI, ISI, SIS, Euro pub.

PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,
Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration
Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.

Website: www.habibia.edu.pk,

This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).



TOPIC:

A RESEARCHED STUDY OF FACILITATION ASPECTS IN THE ISLAMIC PROHIBITED

ممنوعات شرعیہ میں اصول تیسیر کے پہلوؤں کا تحقیقی مطالعہ

AUTHORS:

- 1- Dr. Ayesha Snober, Assistant Professor, Sardar Bahadur Khan Women's University
- 2- Dr. Rashida Parveen, Assistant Professor, Department of Islamic Studies, Women University, Mardan,
- 3- Dr. Ihsan Ullah Chishti, Lecturer, IIUI, Islamabad,

How to Cite: Snober, Ayesha, Rashida Parveen, and Ihsan Ullah Chishti. 2022. "A RESEARCHED STUDY OF FACILITATION ASPECTS IN THE ISLAMIC PROHIBITED: ممنوعات شرعیہ میں اصول تیسیر کے پہلوؤں کا تحقیقی مطالعہ". *Habibia Islamicus (The International Journal of Arabic and Islamic Research)* 6 (2):21-32.

<https://doi.org/10.47720/hi.2022.0602u02>.

URL: <https://habibiaislamicus.com/index.php/hirj/workflow/index/63/5>

Vol. 6, No.2 || January –March 2022 || P. 21-32

Published online: 2022-06-30

QR. Code



ممنوعات شرعیہ میں اصول تفسیر کے پہلوؤں کا تحقیقی مطالعہ

Ihsan Ullah Chishti,

The purpose of Islam is reform of the society which ensures the well-being of the society. Islamic Shari'ah looks to the benefit of the humanity as a whole from general perspectives. The aim of Islam is the promotion and welfare of the humanity and society, which lays in security of their religion, their life, and their intellect, their faith, also their posterity, their economic positing. different situations faced by mankind, and creates out ways according to need of time and addressed person. In this article study of commands of Allah almighty will be studied from such of facilitating aspect. Needs of life and comforts, relaxation are things which people want to ensure a good life with the reflection of joys and confidence, they want to avoid hardship. Allah ﷻ says in Holy Quran, And He (ALLAH) has not any hardship placed for you in the Deen (Islam) (Al-Hajj: 78). And in another place Allah ﷻ says. مَا يُرِيدُ اللَّهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُنْزِلَ عَلَيْكُمْ غَنَمَتَهُ (Al-Mā'idah: 6). (Allah does not want to place a burden on you, but that He wants to purifies you and perfect His grace upon you). Allah kareem said يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ (Allah seeks every facility for you; he does not seek to put you in to difficulties) al-Baqarah: 185. That how disabled, patient and other troubled peoples has been backed in following command of Islamic law. The study will be purely research based and supported by authentic sources of Shari'ah.

KEYWORDS: *Islam is the religion of Mercy, Aspects of ease in shari'ah Commands, Needs and Comforts, Flexibility in Application of shari'ah, Aspects of ease in ibadat, Aspects of ease in social relations.*

مقدمہ: دین اسلام اعتدال، امن و سلامتی کا درس دیتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ کی بعثت سے قبل اہل عرب میں بالخصوص اور دیگر اقوام عالم میں بالعموم افراط و تفریط پر مبنی مذہبی و معاشرتی روایات پنپ رہیں تھیں۔ بت پرستی اور شرک، ظلم و بربریت عام ہونے کی وجہ سے ضلالت و گمراہی کے گھٹا گھپ اندھیرے چھائے ہوئے تھے۔ امر اور غرباء کے لئے الگ الگ قانون، مالدار لوگوں کے جرائم پر چشم پوشی کی جاتی اور اس کے برعکس غرباء اور بے کس و بے بس پر ظلم جبر کے سارے ہنر آزمائے جاتے۔ دین میں غلو اختیار کرنا حرج و تنگی کا باعث ہے۔ انسانی تاریخ گواہ ہے کہ مشکل پسندی کا رجحان دور قدیم سے رہا ہے مختلف مذہبی گروہوں نے ایسی مشقتیں اختیار کی ہیں کہ انسانی طبع کے لئے ان پر عمل پیرا ہونا تنگی و تکلیف کا موجب بنا۔ دین اسلام کا مقصد انسانیت کو ایسی لا حاصل مشقتوں سے چھکار دانا ہے۔ ایسے پرالم حالات میں جب انسانیت سسک رہی تھی اور ایک میحاکى منتظر تھی، وقت و حالات کے تقاضے کے پیش نظر اللہ تبارک و تعالیٰ نے نبی آخر الزماں حضرت محمد مصطفیٰ مجتبیٰ سرور کو نبین ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کا مقصد بنی نوع انسان کو ان مشقتوں اور مشکلوں سے نجات دلانا ہے۔ ارشادِ ربانی ہے: وَبُحِّلْ لَهُمُ الطَّيِّبَاتُ وَنُحِرَ لَهُمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثُ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ¹ ”اور وہ (اللہ تبارک تعالیٰ) ان کے لیے پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزیں کو حرام قرار دیتا ہے اور ان پر سے وہ بوجھ ہٹا دیتا ہے

جوان پر لادے ہوئے تھے اور وہ رکاوٹیں / پابندیاں کھول دیتا ہے جن میں وہ جکڑے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ پیغام فطرت لے آکر آئے اور معاشرہ میں انسانی حقوق کے تحفظ، نیز اخلاقی و قانونی تعلیمات پر عملداری کو یقینی بنانے کے لئے ایک مربوط و منظم نظام تشکیل دیا۔ ارشاد باری تعالیٰ الْيَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا² آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا، تم پر اپنی نعمت پوری کر دی، اور تمہارے لیے اسلام کو دین کے طور پر (ہمیشہ کے لیے) پسند کر لیا۔ اسلام کا بنیادی مقصد انسانیت کی فلاح و بہبود ہے۔ اسلام نے ایسی تمام مشقتوں اور مشکل پسندی کی ممانعت کی ہے۔ جس سے انسانی فطرت عاجز ہو۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا³ اللہ کسی بھی شخص کو اس کی وسعت سے زیادہ ذمہ داری نہیں سونپتا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے بشری تقاضوں کے پیش نظر اپنے دائمی احکامات میں بہت سارے احکام ایسے بھی مشروع قرار دیئے ہیں جو عام اصول اور قواعد سے ہٹ کر ہیں۔ تاکہ انسان کسی قسم کے حرج کا شکار نہ ہو اور آسانی سے شریعت اسلامیہ کے احکام کی بجا آوری کر سکے۔ شریعت کے احکام میں عدم حرج اور سہولت کے پہلو کو مد نظر رکھا گیا ہے۔ مثلاً بیمار شخص کو اجازت ہے کہ کھڑے ہو کر نماز نہ ادا کر سکے تو بیٹھ کر ادا کرے، اور اگر بیٹھ کر نماز پڑھنے کی سکت نہیں تو لیٹ کر نماز ادا کر لے۔ اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی ساقط ہو جائے گی اگر حولین کی شرط ساقط ہو جائے۔ اسی طرح حج کی فرضیت کی بنیادی شرط صاحب استطاعت ہونا ہے۔ اگر استطاعت کی شرط پوری نہ ہو، تو حج کی فرضیت بھی ساقط ہو جائے گی۔

معاشرے کے امن و سلامتی کو برقرار رکھنے کے لئے ضرر رساں اشیاء اور ایسے اعمال و افعال پر پابندی عائد کی جاتی ہے جس سے معاشرہ کے داخلی و خارجی نظام کو خطرہ لاحق ہو، یا افراد معاشرہ کے انفرادی / اجتماعی حقوق پامال ہوں۔ وہ امور جن سے شریعت نے منع کیا ہے ممنوعات شرعیہ کہلاتے ہیں۔ ممنوعات کا ارتکاب کرنے پر سزا دی جاتی ہے، ان میں حدود اور تعزیرات شامل ہیں۔ ممنوعات شریعہ میں عدم حرج اور قلت تکلیف کا اصول کار فرما ہے۔ اس مقالہ کا موضوع ممنوعات شرعیہ میں تیسرے کے پہلوؤں کا تحقیقی مطالعہ ہے۔ اس مقالے میں ایسے احکام کا مطالعہ کیا جائے گا، اس سلسلے میں نصوص و اخبار کو بطور استشہاد پیش کیا گیا ہے۔ ممنوعات شرعیہ میں شارع نے انسانوں کو کتنی سہولتیں دی ہیں اور یسر کے پہلو پیدا فرمائے ہیں، کیونکہ اسلام پوری انسانیت خیر و فلاح کا پیغام ہے۔ اسلام دین فطرت اور انسانی مصالح و فلاح کا ضامن ہے۔ اسلامی تعلیمات دائمی اور ابدی ہیں، نیز بدلتے ہوئے حالات و زمانہ کے نئے نئے مسائل کا مکمل حل صرف دین اسلام میں ہی ممکن ہے۔

ممنوعات شریعہ کا تعارف: اسلام ایک مکمل دستور الحیات ہے۔ ایسا مکمل دین جس میں اعتدال، اتحاد و یگانگت، عدل و انصاف، جامعیت و ہمہ گیریت، افاقیت و ابدیت کی خصوصیات بدرجہ اتم موجود ہیں۔ اور دین و دنیا دو الگ الگ خانوں میں بٹے ہوئے نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں موافقت و مخالفت، محبت و نفرت اور یکانگت و علیحدگی کے ضوابط موجود ہیں ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس کا نصب العین واضح اور مقاصد متعین ہیں۔

انسانی معاشرے کے دو پہلو ہیں ایک قانونی اور دوسرا اخلاقی۔ انسانی فطرت میں خیر کے ساتھ ساتھ شر کا پہلو بھی کار فرما ہے، اسلام خیر کی ترغیب دیتا ہے تو برائی سے بچنے کی تلقین بھی کرتا ہے۔ افراد معاشرہ کے حقوق کے تحفظ کے پیش نظر اسلام مربوط و منظم قانونی اور اخلاقی تعلیمات سے مزین نظام تشکیل دیتا ہے۔ ہر انسان کی فطرت میں خیر و شر موجود ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا⁴ پھر اس کو بدکاری سے بچنے اور پرہیزگاری اختیار کرنے کی سمجھ دی۔ یعنی ہر انسان کے لاشعور میں اللہ تعالیٰ نے بھلائی اور برائی کے تصورات ودیعت کر دیئے ہیں۔ یہ امتیاز و احساس ایک عالمگیر حقیقت ہے جس کی بناء پر دنیا میں کبھی کوئی انسانی معاشرہ خیر و شر کے تصورات سے خالی نہیں رہا۔ اس چیز کا ہر زمانے میں پایا جانہ صرف اس کے فطری ہونے کا صریح ثبوت ہے بلکہ اس بات کا بھی ثبوت ہے کہ ایک خالق حکیم و دانائے اس کو انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے۔

انسانی معاشرے مختلف افراد سے مل کر بنتا ہے، اور ہر انسان کی عادات و خیالات، انتخاب، ترجیحات، پسند و ناپسند، مزاج مختلف ہو گا۔ اگر ایک شخص صلح جو اور امن پسند ہے تو ممکن ہے دوسرا شخص جو شیلہ جھگڑالو ہو، ایسے میں تنازع عین ممکن ہے۔ معاشرے میں امن قائم رہے، اور انصاف کا بول بالا ہو، اس مقصد کے لئے اسلام نے ایسے امور سے منع کیا ہے جس سے کسی ایک فرد یا معاشرے کے دیگر افراد کے حقوق کی پامالی ہو۔ منع، مینع کا معانی ہے روکنا۔ یعنی ایسے اور کے ارتکاب سے روک دینا۔ ان میں سے کچھ امور کو حرام قرار دیا گیا ہے جبکہ کچھ امور کو مکروہ قرار دیا گیا ہے۔

۱۔ حرام: حرام وہ فعل ہے۔ جس سے رکنے، بچنے اور نہ کرنے کا شارع نے حتمی و لازمی طور پر مطالبہ کیا ہو۔ خواہ اس کی دلیل قطعی جیسے حرمت زنا یا ظنی ہو جیسے وہ امور جن کی ممانعت ان احادیث سے ثابت ہے جو خبر واحد کے درجہ میں ہیں۔ احناف کے نزدیک حرام کے اطلاق ان ممنوعہ امور پر ہوتا ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہیں، جو دلیل ظنی سے ثابت ہیں۔ ان کو وہ مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ کسی چیز کا حرام ہونا ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے جو اس کے حکم میں استعمال کیے گئے ہیں۔⁵

کسی بھی عمل یا شے پر حرام کے حکم کی دو جوہات ہیں، پہلی وجہ یہ ہے کہ وہ عمل یا شے اپنی ذات کی وجہ سے حرام ہو۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ کسی غیر ذات سے نسبت حرام کے حکم کا موجب ہو۔ اس بناء پر فقہائے کرام نے حرام کو دو اقسام میں تقسیم کیا ہے۔

1- محرم لذاتہ: محرم لذاتہ سے مراد یہ ہے کہ شارع نے ایک چیز کو اس لیے حرام کیا ہو کہ خود اس چیز کی ذات سے نقصانات و مفسدات وابستہ ہوں اور کبھی اس سے علیحدہ نہ ہوں، جیسے زنا، ان رشتہ داروں سے شادی کرنا جن سے شادی کرنا شریعت میں حرام ہے، مردار کھانا اور اس کا بیچنا، چوری کرنا، ناحق کسی شخص کو قتل کرنا، ایسے ہی دوسرے کام جو ذاتی طور پر حرام ہیں۔⁶

2- محرم لغیر لذاتہ: محرم لغیر لذاتہ کا مطلب یہ ہے کہ جو اصل میں شرعاً جائز ہو کیونکہ اس میں اپنی ذات سے کوئی خرابی یا نقصان وابستہ نہیں ہوتا، یا اس میں نفع غالب ہوتا ہے اور نقصان مغلوب لیکن اس کے ساتھ ایسی چیز ملی ہوئی ہوتی ہے۔ جو اس کو حرام کر دیتی ہے۔ جیسے غصب کی ہوئی زمین میں نماز ادا کرنا، جمعہ کی اذان کے وقت یا اس کے بعد خرید و فروخت کرنا، جس عورت کو تین طلاق ہو چکی ہوں اس سے

اس غرض سے نکاح کرنا کہ وہ طلاق دینے والے شوہر کے لیے حلال ہو جائے۔ جس عورت کے ساتھ ایک شخص کی منگنی کے بارے میں بات چیت ہو رہی ہو، یا بات چیت پختہ ہو چکی ہو۔ دوسرے شخص کا اس کو شادی کا پیغام دینا طلاق بدعی، اور اس طرح کے دوسرے امور جو فی نفسہ تو حرام نہیں ہیں۔ لیکن بعض خارجی اسباب کی بناء پر حرام ہو جاتے ہیں۔⁷

محرم میں تیسرے کے پہلو: شریعت اسلامیہ مکمل طور پر بنی نوع انسان کے لئے رحمت ہے۔ رحمت سے مراد ہر قسم کی تنگی اور تکلیف کو دور کرنا۔ اسلام کا مقصد ایسا نظام تشکیل دیا ہے، کہ معاشرہ کے تمام طبقات سے وابستہ ہر رنگ و نسل کے فرد کو یکساں مساوی حقوق حاصل ہوں۔ شریعت اسلامیہ میں جن اشیاء و افعال کو حرام قرار دیا گیا ہے، ان احکامات میں بھی مکلف کے حالات میں تغیر کی بناء پر بحالت مجبوری مکلف کے لئے تخفیف کا حکم ہے۔ امثال و نظائر شریعت مطہرہ میں لاتعداد ہیں۔ یہاں اختصار سے نصوص و اخبار میں سے چند ایک کا تذکرہ ذیلی طور میں ہے۔ مثلاً شریعت میں مردار، خنزیر اور خون کو حرام قرار دیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: قُلْ لَا أَجِدُ فِي مَا أُوحِيَ إِلَيَّ مُحَرَّمًا عَلَى طَاعِمٍ يَطْعَمُهُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ مَيْتَةً أَوْ دَمًا مَسْفُوحًا أَوْ لَحْمَ خِنْزِيرٍ فَإِنَّهُ رِجْسٌ أَوْ فِسْقًا أُهْلًا لِّعَذَابِ اللَّهِ بِهِ فَمَنْ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ رَبَّكَ غَفُورٌ رَحِيمٌ⁸

ترجمہ: "کہہ دیجیے میری طرف جو کچھ وحی کیا گیا ہے اس میں کوئی چیز حرام نہیں پاتا جسے کھانے والا کھاتا ہو یا سوائے سردار یا بہتے ہوئے خون یا خنزیر کے گوشت جو کہ "رجس" ہے یا قربانی کرتے ہوئے جس پر آلہ کے سوا کسی اور کا نام لیا جائے لیکن جو شخص مضطر ہو جائے جبکہ وہ نہ تو باغی ہو اور نہ حد سے بڑھے تو اس کے لیے تیرا رب غفور و رحیم"

درج بالا آیت مبارکہ کی تصریح کرنے ہوئے امام ابو بکر الجصاص لکھتے ہیں۔

"البتہ کوئی شخص بھوک سے مجبور ہو کر ان میں سے کوئی چیز کھالے بغیر اس کے کہ گناہ کی طرف اس کا میلان ہو) اضطرار اس تکلیف اور مضرت کو کہتے ہیں جو انسان کو بھوک وغیرہ کی بنا پر پہنچتی ہے اور اس مضرت سے بچنا ممکن ہوتا ہے یہاں یہ مفہوم ہے کہ جس شخص کو بھوک کی مضرت پہنچے، جب کسی انسان کو اپنی جان جانے یا کسی عضو کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ لاحق ہو جائے تو اس کے لئے ان حرام چیزوں کے استعمال کی اباحت ہو جاتی ہے۔ یہ بات قول باری فی محضہ میں بیان کر دی گئی ہے حضرت ابن عباس سدی اور قتادہ کا قول ہے کہ منحصر بھوک کو کہتے ہیں اس طرح اللہ تعالیٰ نے ضرورت کے وقت ان چیزوں کے استعمال کی اباحت کر دی ہے جن کی تحریم اس آیت میں منصوص کر دی گئی ہے۔

قول باری ایوم اکملت لکم دینکم اور اس کے ساتھ ذکر شدہ قول کا مفہوم آیت میں مذکورہ محرکات کی طرف تخصیص کے راجع ہونے میں مانع نہیں ہوا۔ سورت کی ابتداء میں قول باری احلت لکم بھیمۃ الانعام کا خطاب مویشی قسم کے چوپایوں کی اباحت کو متضمن ہے۔ جبکہ قول باری الامانی علیکم غیر محلی الصيد وانتم حرم) میں احلال کی حالت میں شکار کی اباحت بیان ہے اور یہ احلت لکم بھیمۃ الانعام) میں داخل نہیں ہے پھر اللہ نے اپنے قول حرمت علیکم المیتۃ تا آخر آیت کے اندر ہم پر حرام کردہ چیزوں کو بیان فرمایا پھر اس سے ضرورت کی حالت کی تخصیص

کردی اور یہ واضح فرمادیا کہ ضرورت کی حالت تحریم میں داخل نہیں ہے۔ رخصت کا یہ حکم حالت احرام میں شکار اور دوسری تمام محرکات کے لئے عام ہے۔ اس لئے مقتضائے آیت کے مطابق کسی شخص پر کبھی اضطرابی حالت طاری ہوگی اور وہ ان محرکات میں سے کسی چیز کے لئے مجبور ہو جائے گا وہ چیز اس کے لئے حلال ہو جائے گی۔ قول باری غیر متجانف لاثم کی تفسیر میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہ) حسن قتادہ سدی اور مجاہد کا قول ہے ”غیر معتمد علیہ“ یعنی گناہ کا سہارا لئے بغیر، گویا یوں فرمایا: ”گناہ کی طرف اپنی خواہش اور میلان کا سہارا لئے بغیر“ وہ اس طرح کہ ضرورت باقی نہ رہنے کے بعد بھی ان محرکات میں کسی چیز کو اپنے استعمال میں لے آئے۔⁹

اسی طرح شراب کے حرام ہونے کا حکم ہے۔ فرمان ربانی ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْأَنْصَابُ وَالْأَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطَانِ فَاجْتَنِبُوهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ¹⁰ "اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو۔ پختہ بات ہے شراب ورجو اور بت اور تقسیم کے تیر۔ گندگی ہے شیطان کے کام ہیں۔ پس بچو تم اس سے تاکہ تم فلاح پاؤ۔"

درج بالا آیت مبارکہ سے شراب کی حرمت کا حکم واضح ہے۔ تاہم اگر کسی کے پاس پینے کے لئے پانی نہیں یا اس کے گلے میں لقمہ پھنس گیا اور پینے کے لئے پانی یا جوس موجود نہیں ماسوائے خمر (شراب / نشہ آور مشروب) تو ایسی کیفیت میں خمر کے استعمال میں فقہاء کا نقطہ نظریہ ہے کہ گلے میں پھنسے ہوئے لقمہ کو نگلنے اور پیاس کی شدت کو کم کرنے کے لیے خمر کا استعمال ضروری ہے۔ اور اسے ترک کرنے والا گناہ گار ہو گا یہ استعمال احیاء نفس کے لیے ہے۔¹¹

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اجازت مرحمت فرمائی ایک ایسے خاندان کو جو کہ غربت اور تنگی میں زندگی گزار رہے تھے۔ وَعَنْ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ أَنَّ أَهْلَ بَيْتِ كَانُوا بِالْحَرَّةِ مُحْتَاجِينَ قَالَ : فَمَاتَتْ عَنْدهُمْ نَاقَةٌ هُمْ أَوْ لِعِيَرِهِمْ ، فَرَحَّصَ لَهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي أَكْلِهَا¹² جابر بن سرہ سے روایت ہے کہ مقام حرہ میں ایک محتاج خاندان تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کے ہاں ان کی ایک اذنی مرغی یا اونٹ مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو رخصت دی کہ اسے کھالیں۔ اس حدیث مبارکہ سے واضح ہوتا ہے کہ حالت مجبوری میں بقدر ضرورت حرام کا استعمال جائز ہے۔

حدو میں لیسر: بہر کیف اسلام میں حدود و تعزیرات جو کچھ بھی ہیں وہ بظاہر لیسر کے خلاف نظر آتی ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اگر اس کے تمام مکابغور مطالعہ کیا جائے اور احکامات کی حکمت کو سمجھا جائے، تو شرعی احکام میں کوئی عسر نہیں دکھائی دے گا۔ بلکہ وہ کم سے کم سزائیں ہیں اور ایسے حالات میں ہیں کہ ان حالات میں ان سے کم تو کوئی ایسی سزا ممکن نہیں جو جرائم کو ختم کرنے میں ان سے زیادہ کامیاب ہو۔ ا۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حدود کا مطلب قطعاً یہ نہیں ہے کہ ڈھونڈ ڈھونڈ کر سزاکے بہانے پیدا کر دو اور تلاش کرتے رہو کہ کس کس کو زیادہ سے زیادہ کتنی سزا دی جاسکتی ہے۔ بلکہ حدود کی روح اس کے بالکل برعکس ہے۔ وہاں چشم پوشی اور درگزر کے بہانے تلاش کرائے جاتے ہیں اور معافی کی غلطی کو سزا کی خطی پر ترجیح دی جاتی ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ، قَالَتْ: اذْرُءُوا الْحُدُودَ عَنِ الْمُسْلِمِينَ، مَا اسْتَطَعْتُمْ، فَإِذَا وَجَدْتُمْ لِلْمُسْلِمِ مَخْرَجًا فَخَلُّوا سَبِيلَهُ، فَإِنَّ الْإِمَامَ إِذَا أَخْطَأَ فِي الْعُقُوبِ خَيْرٌ مِنْ أَنْ يُخْطِئَ فِي الْعُقُوبَةِ¹³ ترجمہ: "تم سے جہاں تک ممکن ہو سکے مسلمانوں کو حدود سے بچاؤ۔ کوئی صورت بھی اس سے محفوظ بھی اس سے محفوظ رہنے کی نکل سکے تو اسے بچاؤ کیونکہ امام کے لیے معافی میں چوک جانا سزا میں چوک جانے سے زیادہ بہتر ہے۔"

اسی طرح ایک دوسرے مقام پہ فرمایا: اذفعوا الحُدود عن عباد الله ما وجدتم لها مدفعا¹⁴ ترجمہ: "کوئی صورت بھی بچاؤ کی پیدا ہو تو اللہ کے بندوں کو حدود سے بچالیا کرو۔"

غرض یہ کہ شبہ کی بنیاد پر فائدہ پہنچایا جائے گا۔ شریعت کے احکامات کے پیش نظر حدود کی کڑی شرائط مقرر کی گئی ہیں۔ اور حد ثابت ہونے کی صورت میں جب سزا کا اطلاق ہو گا تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جسم کے نازک اعضاء جیسے چہرہ وغیرہ کو نقصان سے بچایا جائے۔ اس کی بہترین مثال نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے۔

إِذَا ضَرَبَ أَحَدُكُمْ فَلْيَجْتَنِبِ الْوَجْهَ،¹⁵ ترجمہ: "حد لگاتے وقت چہرے پر مارتے سے پرہیز کرو۔"

اسی طرح ایک دوسرے مقام پر نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ عَنْ رَافِعِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: كُنْتُ أَرْمِي نَخْلَ الْأَنْصَارِ، فَأَخَذُونِي، فَذَهَبُوا بِي إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَافِعُ، لِمَ تَرْمِي نَخْلَهُمْ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، الْجَوْعُ، قَالَ: لَا تَرْمِ، وَكُلْ مَا وَقَعَ أَشْبَعَكَ اللَّهُ وَأَرْوَاكَ.¹⁶ رافع بن عمرو کہتے ہیں، میں ڈھیلے مار مار کر انصار کے نخلستان سے کھجور میں گرا رہا تھا کہ ان لوگوں نے مجھے پکڑ لیا اور حضور علی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ کلوں اندوزی کیوں کر رہے تھے؟ عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھوک نے مجبور کر دیا تھا۔ فرمایا کہ: کلوں اندوزی تو نہ کیا کرو، ہاں ادھر ادھر جو کھجوریں ٹپک پڑیں وہ کھالیا کرو۔ اللہ تمہیں شکم سیر اور سیراب کرے۔

شریعت نے حدود اور تعزیر میں جو عدم حرج اور سہولیات فراہم کیں ہیں ان کا دائرہ بہت وسیع ہے۔ ان کا خلاصہ درج ذیل ہے۔

- ۱۔ سزا دینے کا مقصد جان سے مارنا نہیں بلکہ صرف عبرت پیدا کرنا ہے۔
- ۲۔ حد جاری کرنے میں انتہائی احتیاط لازمی ہے۔ اگر کوئی معمولی سا بہانہ بھی اسے سے بچنے کا پیدا ہو سکے تو اسے اختیار کر لینا چاہیے۔
- ۳۔ یہ سزا بقدر برداشت ہونی چاہیے۔ (سزا / حد اس پر جاری ہوگی جو اس کا مکلف ہو)
- ۴۔ منہ پر نہ مارنا چاہیے۔ (جسم کے نازک حصوں کو سزا میں نشانہ نہ بنایا جائے)
- ۵۔ قاضی کے سامنے جب مجرم آئے تو اسے ایسا انداز گفتگو اختیار کرنا چاہیے کہ مجرم اقرار جرم سے پھر جائے کہ مجرم اقرار جرم سے پھر جائے کہ مجرم اقرار جرم سے پھر جائے۔¹⁷ (مجرم کے ساتھ تحقیر آمیز سلوک / بدسلوکی سے پرہیز کرنا چاہئے)
- حد سرقہ: حد سرقہ کے نفاذ میں بھی مختلف وجوہ کی بناء پر رعایت کا ثبوت ملتا ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تُقَطَّعُ الْأَيْدَى فِي السَّفَرِ¹⁸ سفر میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔

نفس (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) کے ایک غلام نے مال نفس میں چوری کی جب معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ نہیں کٹوایا، اور فرمایا کہ دونوں کا خدا کا مال ہیں۔ ایک نے دوسرے کو چڑایا ہے۔

خلفائے راشدین کے دور میں بھی بنی پاک ﷺ کی پیروی میں تخفیف اور سہولت کو اختیار کیا گیا۔ اس سلسلے میں حضرت عمرؓ نے فرمان ہے۔ لَا تُقَطَّعُ الْيَدُ فِي عَذْقٍ وَلَا عَامٍ سَنَةٍ¹⁹ خوشہ کی چوری اور قحط سالی میں ہاتھ نہ کاٹے جائیں۔ شریعت اسلامیہ میں احکام کے ثبوت کے لئے مکلف ہونا ضروری ہے۔ اسی طرح سزا کے اطلاق و نفاذ کے لئے بھی شرائط ہیں۔ مثلاً مسلمان، عاقل، بالغ ہونا اور ارتکاب گناہ پر قادر ہونا۔ ان شرائط کے ساقط ہونے کی صورت میں سزا / حد بھی ساقط ہو جائے گی۔

1۔ جنون کے مریض پر حد جاری نہیں ہوئی²⁰ بچے پر حد جاری نہیں ہوگی۔

2۔ بیمار پر کوڑوں کی سزا (حد یا تعزیر) جاری نہ ہوگی۔²¹

مکروہ: حکم شرعی تکلیفی کی چوتھی قسم کو وہ افعال کے بارے میں ہے، لفظ مکروہ ”مک۔رہ۔ہ“ سے مشتق ہے جس کے لغوی معنی کسی شے کو نا پسند اور قابل کراہت سمجھنے کے ہیں۔ قرآن حکیم میں لفظ اپنے اس لغوی مفہوم میں کثرت سے استعمال ہوا ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَى أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ²² ترجمہ: ”تم پر لڑنا فرض کر دیا گیا ہے حالانکہ وہ تمہیں نا پسند ہے اور عجب نہیں کہ ایک چیز تم کو بری لگے مگر وہ انجام کے اعتبار سے تمہارے حق میں بہتر ہو۔“

شریعت کی اصطلاح میں مکروہ کی تعریف یوں کی گئی ہے ”اس سے مراد ایسا فعل ہے جس سے شریعت اسلامیہ نے غیر حتمی طور پر روکا اور منع کیا ہو۔“²³ کسی فعل کے مکروہ ہونے کی صورت یہ ہوتی ہے کہ اس کی حرمت کے ساتھ کوئی ایسا قرینہ ہو جو اس کی عدم حرمت پر دلالت کرے۔ جیسے ارشاد باری ہے۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تُبَدَ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ²⁴

ترجمہ: ”اے ایمان والو! ان باتوں کے متعلق نہ پوچھو کہ اگر وہ تمہارے سامنے ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری لگیں۔“

مکروہ کی اقسام: احناف نے مکروہ کی دو اقسام ہیں۔

1۔ مکروہ تحریمی 2۔ مکروہ تنزیہی

1۔ مکروہ تحریمی: احناف کے ہاں مکروہ تحریمی دراصل فعل کی جانب وجوہ بعد کے بالمقابل ہے۔ یعنی کوئی ایسا فعل جس کی حرمت کی ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں کچھ شبہ ہو۔ انہوں نے مردوں کے لیے ریشم، سونا اور چاندی پہننے کو، اور اس شخص کے لیے جس کا گمان غالب یہ ہو کہ وہ اپنی بیویوں سے عدل نہیں کر سکے، دوسرے نکاح کو مکروہ تحریمی قرار دیا ہے۔

2۔ مکروہ تنزیہی: احناف نے مکروہ تنزیہی سے وہ افعال مراد لی ہے جن کی ممانعت غیر حتمی طور پر ثابت ہو۔²⁵ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: لَا يُحِبُّ اللَّهُ إِضَاعَةَ الْمَالِ، وَلَا كَثْرَةَ السُّؤَالِ²⁶

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کثرت سے سوال کرنے اور مال ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہے۔

اس حدیث مبارکہ سے واضح ہے کہ بے جا سوالات اس وقت کرنا جب وحی نازل ہو رہی تھی مبادا مزید سخت احکام کے نازل ہونے کا سبب نہ بنے، اور مال کا ضائع کرنا اس لئے منع ہے کہ یہ کفران نعمت ہے اور کسی حق دار اور مستحق کو محروم کرنا ہے۔

ایک دوسری حدیث ہے أَبْغَضُ الْحَلَالِ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى الطَّلَاقُ²⁷ ترجمہ: جائز کاموں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔ اس حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ طلاق اگرچہ ناپسندیدہ ہے لیکن حالت مجبوری میں اور جب دونوں فریقین کے درمیان ہم آہنگی اور ذہنی یکسوئی نہ ہو تو جدائی اختیار کی جاسکتی ہے اس کا مقصد معاشرے اور خاندان کے امن و امان کو برقرار رکھنا ہے، اس سہولت کے پیش نظر شوہر کو طلاق اور بیوی کو خلع کا اختیار حاصل ہے۔

مکر وہ تنزیہی کی مثالیں درج ذیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَن أَشْيَاءٍ إِن تُبَدَ لَكُمْ تَسْأَلُكُمْ وَإِنْ تَسْأَلُوا²⁸ اے ایمان والو تم ایسی باتیں نہ پوچھا کرو کہ اگر وہ تم پر ظاہر کر دی جائیں تو تم کو بری معلوم ہوں۔

اس فرمان ربانی کی حکمت یہ ہے کہ زیادہ سوالات زیادہ پابندیوں کا باعث بنتے ہیں۔ جس کی ادائیگی سے انسان عاجز ہوتا ہے۔ ایک دوسرے مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَإِنْ تَسْأَلُوا عَنْهَا حِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبَدَ لَكُمْ عَفَا اللَّهُ عَنْهَا وَاللَّهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ²⁹ ترجمہ: "اور اگر تم ایسے زمانے میں جبکہ نزول قرآن کا سلسلہ جاری ہے ایسی باتیں پوچھتے رہو گے تو اس کا قوی اعتماد لیے کہ ان کو ظاہر کر دیا جائے گذشتہ سوالات کو اللہ تعالیٰ نے معاف کر دیا اور اللہ تعالیٰ بڑی مغفرت کرنے والا اور تحمل کرنے والا ہے۔" مکر وہ بات میں تیسیر کا پہلو: مکر وہ بات میں اصول تیسیر کے درج ذیل پہلو ہیں

- ۱۔ جو شخص جنون کے مرض میں مبتلا ہو، وہ اگر اپنی بیوی کو طلاق دے تو وہ طلاق واقع نہ ہوگی۔³⁰
- ۲۔ مریض اگر مرض الموت میں اپنی بیوی کو طلاق دے اور بوقت وفات ابھی وہ عورت عدت میں ہی ہو تو وہ عورت اس مریض کی وارثہ ہوگی اور وراثت کے حقوق سے محروم نہ ہوگی۔³¹
- ۳۔ اگر شوہر کو جنون، برص یا جذام ہو تو امام احمد کے نزدیک اس کی (بیوی) کو یہ اختیار ہے کہ نکاح فسخ کرے تاکہ اس کی ذات سے ضرر دور ہو، امام شافعی کی بھی یہی رائے ہے۔³²

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اسلام شریعت فطری تقاضوں کو پورا کرنے کا احسن اور مربوط و منظم نظام وضع کرتی ہے۔ ایسا نظام جس میں افراد معاشرہ کو یکساں حقوق و آزادی میسر ہو جبکہ ایسے تمام امور جن سے انسان عاجز ہو، ان کو یکسر مسترد کر دیا ہے۔ معاشرہ میں ایسے اصول و قوانین کا اطلاق کیا ہے جو کہ سہولت اور آسانی کا باعث ہیں، اور ان اقدامات سے معاشرے میں دیر پا فراخی و آسودگی پیدا ہوتی ہے۔ درحقیقت اسلام زندگی کے تمام پہلوؤں میں یسر کا حکم دیتا ہے، جس سے ہر قسم کے ظلم و ستم کا خاتمہ ہو۔ بدلہ لینے کے لئے بھی عدل و انصاف کے اصول کی پاسداری کا حکم، اور شرائط کے ساقط ہونے کی صورت میں سزا کا ساقط ہونا بھی یسر کی ہی ایک مثال ہے۔

نتائج

- 1- شریعت اسلامیہ نے عین فطرت کے مطابق احکام دیئے ہیں، بشری تقاضوں، کمی و کوتاہی، ضروریات اور مجبوریوں کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے۔
- 2- حالات و زمانہ کے تغیر کی وجہ سے حوادث میں تنوع پایا جاتا ہے اور اس کے اثرات مکلف پر مرتب ہوتے ہیں لہذا ایسے مخصوص حالات میں عمومی اصول سے ہٹ کر تخفیف اور سہولت پیدا کرنا شریعت اسلامیہ کا مزاج ہے۔
- 3- تاہم مخصوص حالات میں دی گئی تخفیف اور سہولت کا اطلاق عمومی حالات میں نہیں کیا جاسکتا، مبادا ایسی رخصت اور سہولت کو تسہل پسندی کا ذریعہ نہ بنایا جاسکے۔ اس خدشہ کے پیش نظر شریعت اسلامیہ نے قواعد و ضوابط مقرر رکھے ہیں۔ جن کی پاسداری ضروری ہے۔
- 4- ممنوعات شریعہ میں عدم حرج اور قلت تکلیف / تخفیف کو مشروع اس لئے کیا گیا ہے، کہ شرائط کے ساقط ہونے سے آسانیاں پیدا کی جائیں۔ نیز استثناءات کے ذریعے آسانی کے پہلو فراہم کر کے معاشی و معاشرتی زندگی خوشگوار بنایا جائے۔

حوالہ جات:

- 1 الاعراف: 157
- 2 المائدہ: 03
- 3 البقرہ: 286
- 4 الشمس: 08
- 5 زیدان، عبدالکریم، الوجیز فی اصول الفقہ، ص: ۶۲ (ترجمہ و اضافہ ڈاکٹر احمد حسن، مطبع مجتہائی پاکستان ہسپتال روڈ۔ لاہور)۔ ۶۱
- 6 ایضاً، ص: ۶۳-۶۴
- 7 ایضاً
- 8 الانعام: ۱۴۵
- 9 الجصاص، أحمد بن علی أبو بکر الرازی الحنفی (م: 370ھ-)، أحكام القرآن، دار الکتب العلمیۃ بیروت، لبنان، 1994م، ج 2، ص 384

- 10 المائدہ: 90
- 11 موسوعة الفقه، مطابع دار الصفوة للطباعة والنشر والتوزيع، 1313، ص: 14/ 71
- 12 احمد، مسند امام احمد، مؤسسة الرسالة، 2001م، حديث: 20815، ص: 34/ 411
- 13 أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العسبي (المتوفى: 235هـ) المصنف في الأحاديث والآثار، مكتبة الرشد - الرياض، ط الأولى، 1409، باب في ذرء الخوذة بالشبهات، ج 5 ص 512
- 14 زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين بن علي بن زين العابدين الحدادي ثم المناوي القاهري (المتوفى: 1031هـ) : فيض القدير شرح الجامع الصغير، المكتبة التجارية الكبرى - مصر، ط الأولى، 1356، ج 1، ص 229
- 15 أبو بكر عبد الرزاق بن همام بن نافع الحميري اليماني الصنعاني (المتوفى: 211هـ)، المصنف، المجلس العلمي - الهند، المكتب الإسلامي - بيروت، ط الثانية، 1403، بَابُ ضَرْبِ التَّسَاءِ وَالْحَدَمِ، حديث نمبر 17952، ج 9 ص 444
- 16 محمد بن عيسى بن سورة بن موسى بن الضحاك، الترمذي، أبو عيسى (المتوفى: 279هـ) سنن الترمذي دار الغرب الإسلامي - بيروت 1998 م بَابُ مَا جَاءَ فِي الرُّخْصَةِ فِي أَكْلِ الثَّمَرَةِ لِلْمَاَرِ بِهَا، ج 2، ص 575
- 17 پھلوارى، مولانا محمد جعفر شاہ، اسلام آسان دین، ص: ۳۵۵/ تقی، امین محمد، احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت، ص: ۷۹
- 18 سنن أبي داود، أبو داود سليمان بن الأشعث السجستاني، دار الكتاب العربي - بيروت باب السَّارِقِ يَسْرِقُ فِي الْعَزْوِ أُقْطَعُ. حديث نمبر 4410 ج 4 ص 246/
- 19 محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين ابن قيم الجوزية (المتوفى: 751هـ) إعلام الموقعين عن رب العالمين، ج 3 ص 17
- 20 المرغيناني، الهداية، كتاب الحدود، ص: ۲/ ۴۶۱
- 21 المرغيناني، الهداية، كتاب الحدود، ص: ۲/ ۴۵۳
- 22 البقرة: ۲۱۶
- 23 محمد ابوزهره، اصول الفقه، ص: ۴۵
- 24 المائدہ: ۱۰۱
- 25 محمد ابوزهره، اصول الفقه، ص: ۶۳۵-۶۳۷
- 26 أحمد بن علي بن المشي أبو يعلى الموصلي، مسند أبي يعلى، 307 هـ حسين سليم أسد، دار المأمون للتراث - جدة، ط لثانية، 1410 هـ - 1989، حديث نمبر 6591، ج 11 ص 471

27 أبوداود سليمان بن الأشعث السجستاني، سنن أبي داود، باب في كراهية الطلاق حديث نمبر 2180 ج 2 ص 220

28 المائدة: 101

29 المائدة: 101

30 ابن جزري، قوانین الفقه، ص: ۱۵۱

31 المرغینانی، الهدایة، کتاب الطلاق، ص: ۲/۲۳۷

32 المرغینانی، الهدایة، کتاب الطلاق، ص: ۲/۳۰۱-۳۰۲



This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/).